عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں (٦)

قاضی محمد رویس خان ایوبی
ایم اے' ایل۔ ایل۔ ایم (سعودی عرب)

نظام عدل کا ثبوت سنت سے

نظام عدل کے قیام کے سلسلہ میں جہاں قرآن کریم نے ہماری راہ نمائی فرمائی۔ وہیں شارح قرآن پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اہمیت کو واضح فرماتے ہوئے عملاً" نظام قضاء قائم فرمایا۔ چنانچہ آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (۱) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (۲) کو یمن کے علاقے کے قاضی بنا کر بھیجا اور دحیہ کلبی(۳) کو یمن کے مضافات کا قاضی بنا کر بھیجا عادل قاضی اور حاکم کے بارے میں ارشاد فرمایا **اذا اجتھد الحاکم فاصاب فلہ اجران واذا اجتھد واخطا فلہ اجر** (۴) حاکم اگر درست اجتہاد کرے یعنی اجتہاد کا نتیجہ صحیح ہو تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے اور اگر غلطی ہوجائے' تو اسے صرف ایک اجر ملتا ہے۔ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حاکم کو اپنی طرف سے فیصلہ کرنے میں پوری دیانتداری سے کام لینا چاہیے اور اسے چاہئے کہ وہ اجتہادی امور میں پوری محنت اور لگن سے تمام امور کا جائزہ لے کر فیصلہ کرے لیکن پوری کوشش کے باوجود بھی غلطی ہوجائے تو اسے اس کی محنت اور دیانت کا اجر غلطی کے باوجود ملے گا۔ کیوں کہ اس کی نیت صالح تھی۔

اجماع امت

احکام اسلامیہ کا تیسرا ماخذ اجماع امت ہے۔ اور نظام عدل کا قیام اجماع امت سے بھی ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک تمام امت مسلمہ کا اس امر پر اتفاق رہا ہے کہ ظلم و فساد' کو رفع کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس وقت تک عملدر آمد ممکن ہی نہیں جب تک ایک مضبوط اور غیر جانبدار عدلیہ موجود نہ ہو اگر نظام عدل نہ ہو تو روئے زمین فتنہ و فساد سے بھر جائے۔ اور چونکہ عدل و انصاف اسلام کے اہم اداروں میں سے ایک ہے۔ جس سے معاشرے میں امن و سکون' استحکام' اور حاکم اور رعیت کے درمیان اعتماد کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ مالی استحکام نصیب ہوتا ہے۔ اور معاشرے میں صحت مند سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہوتا ہے ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ عدالتی نظام ایسی بنیادوں پر استوار کیا جائے' جن سے مظلوم کو داد رسی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ لوگوں کے ہر طرح کے حقوق محفوظ ہو سکیں۔ اموال اور جان کا تحفظ بلا امتیاز ہر فرد کو میسر ہو اس لئے اسلام ہی ایسا ہمہ گیر دین ہے جس نے اپنے عدالتی نظام کو ایسی اساس مہیا کی اور انبیاء علیہم اسلام بنفس نفیس قاضی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی منصب قضاء پر فائز ہو کر لوگوں کے فیصلے کئے۔ اور نظام عدل کا اہتمام کیا خلفاء راشدین نے اس نظام

کو نہایت سادہ مگر ٹھوس بنیادوں پر استوار کیا خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قاضی کے فرائض انجام دیئے حضرت انسؓ (۵) کو بحرین کا قاضی بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ خود بھی فیصلے فرماتے رہے' اور ابو موسی اشعریؓ کو بصرہ کا قاضی بنا کر بھیجا' اسی طرح حضرت عثمان بھی بنفس نفیس فیصلے فرماتے رہے اور حضرت شریحؒ کو بصرہ کا قاضی بنایا۔ اور ان کے بعد تمام خلفاء اور ملوک نے اس نظام کو قائم رکھا۔ اس طرح پوری امت اس نظام پر مجتمع ہوگئی ہے' لہٰذا نظام عدل کا قیام اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔

عقلی دلائل

ماوردی نے کہا چونکہ قضاء امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا نام ہے اور خداوند کریم نے ارشاد فرمایا **الا مرون بالمعروف والناھون عن المنکر** اور چونکہ لوگوں کی فطرت ہے کہ وہ چھینا جھپٹی میں مشغول رہتے ہیں ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنا' جھگڑا اور فساد کرنا' لوگوں کی جبلت ہے اس لئے کوئی ایسی قوت ضرور ہونی چاہئے جو نہ صرف غیر جانبدار ہو بلکہ فریقین کے درمیان پوری طاقت سے فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ تاکہ ملک میں افراتفری کے بجائے امن و سکون قائم ہو' اور لوگ اپنے اموال اور عزتوں کو محفوظ سمجھیں' اور اس طرح ریاست میں امن و استحکام پیدا ہو کر بیرونی دشمنوں سے محفوظ ہوجائے۔ یہ تب ہی ہوسکتا ہے جبکہ عدالتی نظام ٹھیک ٹھیک قائم کیا جائے۔ تمام ادیان اور تمام دنیا کی مہذب اقوام اس نظام کی بدولت کرہ ارض پر امن و سکون سے رہ سکتے ہیں۔ ایک عادلانہ نظام حکومت' غیر جانبدار عدلیہ کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لیے سربراہ حکومت کا فرض ہے کہ لوگوں کے تحفظ اور ملکی استحکام کی خاطر مضبوط ترین اور غیر جانبدار عدلیہ کا قیام عمل میں لائے تاکہ حقداروں کو ان کے حقوق مل سکیں۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے' کہ ریاست و اقتدار کفر کی حالت میں برقرار رہ سکتے ہیں۔ لیکن ظلم کی حالت میں اسلامی حکومت بھی برقرار نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم برداشت نہیں کرتا۔ (۶)

بحث چہارم

منصب قضاء کے خطرات' فضائل

گذشتہ اوراق میں آپ نے قضاء کی شرعی حیثیت اس کا ثبوت پڑھ لیا' اب آپ ملاحظہ کیجئے کہ منصب قضاء کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں تو ترغیب دی اور کہیں اس کی ہولناکیوں سے ڈرایا۔ اس لیے فقہاء نے منصب قضاء کو قبول کرنے' اسے طلب کرنے کے بارے میں مختلف آراء کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نظام عدل کا قیام اسلامی ریاست کے اہم فرائض میں سے ایک ہے منصب قضاء ایک محترم منصب ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ پر خطر بھی ہے کیوں کہ قاضی پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ فیصلہ کرتے وقت راہ راست سے بھٹک بھی سکتا ہے۔ اسی لیے اگر فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ تو اس کے خطرات کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

وعید ارشاد فرمائی ہے۔ اور ایسے افراد کو جہنم کی وعید سنائی جو اہلیت تو نہ رکھتے ہوں مگر سفارشوں اور وسائل دنیوی کی وساطت سے قاضی بن بیٹھیں۔

عادل حکمرانوں کی فضیلت

ا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال' قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم واحد من امام عادل افضل اوخیرمن عبادۃ ستین سنتہ وحد یقام فی الارض بحقہ ازکی فیھا من مطر اربعین خریفا"

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عادل حکمران کا ایک دن ساٹھ سالہ عبادت سے بہتر ہے اور خدا کی ایک حد جو صرف اسی کی رضا کے لئے زمین پر نافذ کی جائے چالیس سال کے باران رحمت سے بہتر ہے (۷)۔

۲۔عن عائشہ رضی اللہ عنہما قالت۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اتدرون من السابقون الی ظل اللہ عزوجل؟ قالو :اللہ ورسولہ اعلم ۔ قال الذین اذا اعطو الحق قبلوہ واذا سئلوہ بزلوہ وحکموا للناس کحکمھم لا نفسھم

ترجمہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کیا تم جانتے ہو کہ سایہ خدائے ذوالجلال کے قریب قیامت کے دن کون لوگ ہوں گے؟ صحابہ نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ لوگ سایہ حق کے قریب ہوں گے) جن کو حق دیا جائے تو قبول کریں' اور جب ان سے مانگا جائے تو صرف کریں' اور وہ لوگوں کے فیصلے اس طرح کریں۔ جیسے اپنی ذات کے لیے کرتے ہیں (۸)۔

۳۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال' قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المقسطین فی الدنیا علی منابر من نور عن یمین الرحمن و کلتا یدیہ یمین۔ الذین یعدلون فی حکمھم واھلھم وما ولوا۔

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انصاف کرنے والے قیامت کے دن خدا کی داھنی طرف نور کے منبروں پر براجمان ہوں گے۔ اور اللہ کے دونوں اطراف داھنے ہی ہیں' وہ لوگ جو دوسروں کے درمیان انصاف کرتے ہیں اپنے اھل و عیال اور جو معاملات ان کے سپرد ہوں ان میں عدل سے کام لیتے ہیں (۹)۔

مندرجہ بالا تینوں احادیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ معاشرے کے مظلوم لوگوں کی دادرسی کرنے والے لوگ کتنے عظیم ہیں ان کا مرتبہ کہیں تو ساٹھ سال کی عبادت اور چالیس سال کی باران رحمت سے افضل بتایا گیا ہے' اور کہیں ان کو رب ذوالجلال کے فضل و کرم کا سائبان مہیا کیا گیا۔ اور کہیں ان کو رفاقت الہیہ اور مسند نور کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ لیکن منصب قضاء دو دھاری تلوار ہے جہاں اس منصب کی وجہ سے حاکم مستحق رحمت بن سکتا ہے وہیں اس منصب کو رشوت خوری' ظلم وجبر' استحصال' لوٹ کھسوٹ کا

ذریعہ بنانے والوں کے لیے خوفناک عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔

۱۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال' قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من جعل قاضيا " فقد ذبح بغير سكين

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو منصب قضاء پر فائز کیا گیا وہ گویا بغیر چھری کے ذبح کیا گیا (۱۰)۔

۲۔ عن عبدالله بن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من حاكم يحكم بين الناس الا وكل به ملك اخذ بقفاه حتى يقف على شفير جهنم فيرفع راسه الى السماء فامران يقذفه فيهوى فيها اربعين خريفا "

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جو شخص بھی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک فرشتہ متعین فرما دیتے ہیں جو اسکی گدی پکڑے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (قاضی / حاکم غلط فیصلے کی وجہ سے) جہنم کے کنارے تک جا پہنچتا ہے۔ تب وہ آسمان کی طرف سر اٹھاتا ہے تب اسے حکم ہوتا ہے کہ اس کو جہنم میں اتنی دور پھینکو کہ چالیس سال کی مسافت تک یہ آگ کی لپیٹ میں رہے" (۱۱)۔

ابن ابی الدم حمویؒ ان احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض احادیث ترغیب قضاء سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور بعض ترہیب سے ۔ ترغیب والی احادیث ان افراد کیلئے ہیں جو منصب قضاء پر فائز ہونے کے اہل ہوں۔ اور جو عدالتی نظام کو سمجھتے ہوں۔ شریعت سے کما حقہ واقف ہوں ایسے لوگ تو واقعی عظیم ہیں۔ لیکن جو لوگ منصب قضاء کے اہل نہ ہوں۔ اور نہ ہی وہ انصاف کریں۔ تو ایسے لوگ عذاب الٰہی کے مستحق ہیں اور وہ گویا کند چھری سے ذبح کئے جائیں گے۔ یعنی عذاب شدید میں مبتلا ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء اور علماء نے منصب قضاء کو قبول کیا اور بعض نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ خود سرور کونین نے لوگوں کے فیصلے فرمائے۔ صحابہ کرامؓ نے منصب قضاء سنبھالا۔ بڑے بڑے ائمہ اس منصب پر فائز رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منصب قضاء فی الحقیقت عظیم منصب ہے۔ اور اس میں اجر عظیم ہے۔ بشرطیکہ اسے صحیح طریقے سے نبھایا جائے۔ اور اسکے حصول کے لئے بھاگ دوڑ نہ کی جائے الا یہ کہ اچھے لوگ دستیاب نہ ہوں۔ اور اہل افراد کو حکومت جانتی نہ ہو تو اس صورت میں اپنے آپکو پیش کرنا جائز ہے (۱۲)۔

حوالہ جات

(۱) الشریعہ' شمارہ اگست ' ستمبر ۹۲ء ص ۱۱' پر ان کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ (۲) ان کا ذکر بھی اسی شمارہ میں اسی صفحہ پر کیا جا چکا ہے۔ یمن میں حضرت علیؓ کو قاضی بنا کر بھیجے جانے سے متعلق حدیث کا حوالہ بھی اسی شمارہ میں مذکور ہے۔ نیز دیکھئے سنن ابن ماجہ : ۱ / ۲۳۷ ۔ (۳) وحیہ بن خلیفۃ بن فروۃ الکلبی ۔ ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے۔ بدر کے بعد تمام معرکوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہرقل کی طرف سفیر بنا کر بھیجا۔ دیکھئے الاصابہ : ۱ / ۴۷۳' نمبر ۲۳۹۰۔ (۴) صحیح مسلم مع النووی : ۱۳ / ۱۳۔ سنن ابی داؤد : ۳ / حدیث نمبر ۳۵۷۴ (۵) انس بن مالک' حضورؐ کے خادم خاص۔ ۹۳ھ